خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

شمارہ: 205 | جلد: 3 | 21 محرم 1443 ہجری قمری | سوموار 30 اگست 2021ء

ارشادِ باری تعالیٰ

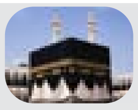

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تو یہ ہیں برکات اور فیض جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔ یہی وسیلہ ہے جس سے اب ہمارے ذاتی فیض بھی اور جماعتی فیض اور برکات اور ترقیات وابستہ ہیں۔ آج جمعہ کا دن بھی ہے اور جمعہ کے دن آنحضرت ﷺ نے اپنے پر درود بھیجنے کی مومنوں کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے جیسا کہ اس حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین ایام میں سے ایک جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز آدم پیدا کئے گئے، اسی روز انہیں وفات دی گئی۔ اسی دن نفخ صور ہوگا اور اسی روز غشی ہوگی۔ پس اسی روز تم مجھ سے کثرت سے درود بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھ تک ... پہنچایا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کا وجود بوسیدہ ہو چکا ہوگا یعنی کہ جسم مٹی بن گیا ہوگا اس وقت ہمارا دُرود آپ کو کیسے پہنچایا جائے گا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے وجودوں کو زمین پر حرام کر دیا ہے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الجمعۃ)

آج انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ بھی شروع ہو رہا ہے۔ ان تین دنوں میں بھی خاص طور پر اس طرف توجہ دیں اور بہت زیادہ درود پڑھیں تاکہ آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کے فیض آپ کو ان تین دنوں میں بھی نظر آئیں۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت دعائیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام دعاؤں کو آپ سب کے حق میں قبول فرمائے اور آپ سب کو ان کا وارث کرے اور ہمیشہ اپنے فضلوں اور رحمتوں سے نوازتا رہے۔ آمین۔

(خطبہ جمعہ 5/ ستمبر 2003ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- محاسن قرآن کریم (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمانِ رسول ﷺ

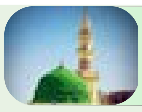

درود پڑھنے کا طریق

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے احباب سے کہا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھی طرح سے بھیجا کرو۔ تمہیں کیا معلوم کہ ہوسکتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کے حضور پیش کیا جاتا ہو۔ راوی کہتا ہے کہ سامعین نے ان سے کہا آپ ہمیں اس کا طریقہ بتائیں۔ انہوں نے کہا یوں کہا کرو۔ اے اللہ! اپنی جناب سے درود بھیج، رحمت اور برکات نازل فرما، سید المرسلین اور متقیوں کے امام اور خاتم النبیین محمد اپنے بندے اور اپنے رسول پر جو ہر نیکی کے میدان کے پیشوا اور ہر نیکی کی طرف لے جانے والے ہیں اور رسول رحمت ہیں۔ اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ کو ایسے مقام پر فائز فرما جس پر پہلے اور پچھلے سب رشک کریں۔ (پھر اس کے بعد مسنون درود پڑھا)

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیھا باب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

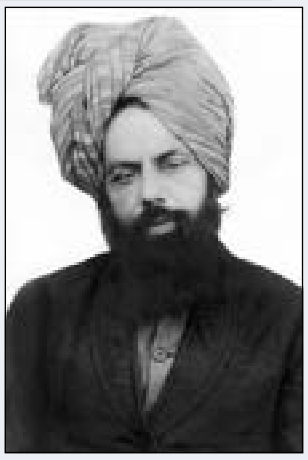

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57)

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301-302)

’’خدا کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں۔ وہ مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے۔ ان کی گفتگو ایسی ہوتی ہے جیسے چھوٹا بڑے سے گفتگو کرے۔ ہم کو ہر حال میں وہ کرنا چاہئے جس سے ہماری فلاح ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی کا اجارہ دار نہیں۔ وہ خاص تقویٰ کو چاہتا ہے۔ جو تقویٰ کرے گا وہ مقام اعلیٰ کو پہنچے گا۔ آنحضرت ﷺ یا حضرت ابراہیم علیہ السلام میں سے کسی نے وراثت سے توعزت نہیں پائی۔ گو ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ کے والد ماجد عبد اللہ مشرک نہ تھے لیکن اس نے نبوت تو نہیں دی۔ یہ تو فضل الٰہی تھا۔ ان صدقوں کے باعث جو ان کی فطرت میں تھے، یہی فضل کے محرک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ابو الانبیاء تھے انہوں نے اپنے صدق و تقویٰ سے ہی بیٹے کو قربان کرنے میں دریغ نہ کیا۔ خود آگ میں ڈالے گئے۔ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ہی صدق وصفا دیکھئے۔ آپؐ نے ہر ایک قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب و تکالیف اٹھائے لیکن پروا نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا (الاحزاب: 57) ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم درود و سلام بھیجو نبی پر۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 37، ایڈیشن 1984)

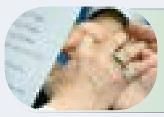

دربارِ خلافت

ان رشتوں کا حق تبھی ادا ہوتا ہے جب اُن کے نقشِ قدم پر بھی چلا جائے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

گزشتہ خطبہ میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے تبلیغ کے واقعات و تجربات بیان کئے تھے اور مَیں نے کہا تھا کہ کچھ واقعات رہ گئے ہیں وہ آئندہ بیان کروں گا، تو وہ آج ہی بیان کرتا ہوں۔ ان واقعات کے سنانے کا اصل مقصد تو جیسا کہ پہلے بھی مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں یہ ہے کہ ایک تو ان صحابہ کے لئے دعا ہو جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا اور ہمیں اس زمانے کے انعامات سے حصہ لینے والوں میں بنایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرماتا چلا جائے۔ ورنہ شاید ہم میں سے بہت سے اس نعمت سے محروم رہتے جو اللہ تعالیٰ نے اتاری ہے۔ دوسرے ان کی نیکیاں، اُن کی ایمانی جرأت، اُن کی دین کے لئے غیرت، اُن کا دین کی خدمت کا جذبہ اُن کی نسلوں میں بھی روح پھونکنے والا ہو اور جو براہِ راست اُن سے خونی رشتہ نہیں رکھتے لیکن ایک روحانی رشتہ ان کے ساتھ ہے وہ اس تعلق کی وجہ سے اپنے اندر بھی ایک جوش اور ولولہ پیدا کر کے ان بزرگوں کے جذبات اور دلی تڑپ کو آگے بڑھانے والے ہوں اور اس فیض کو اپنی نسلوں میں بھی جاری رکھیں۔ تبھی ہم ان بزرگوں کے احسانوں کا حق ادا کر سکتے ہیں۔ بہت سے لوگ مجھے لکھتے ہیں، بعض دفعہ ملنے پر بتاتے بھی ہیں کہ فلاں بزرگ کا آپ نے ذکر کیا تھا اُن کے ساتھ میرا رشتہ داری کا، عزیز داری کا یہ تعلق ہے۔ لیکن ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ان رشتوں کا حق تبھی ادا ہوتا ہے جب اُن کے نقشِ قدم پر بھی چلا جائے۔ پس اس ذمہ داری کے نبھانے کے احساس اور کوشش کو ہمیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

... پھر حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حکیم محمد علی صاحب موجد روح جیون بوٹی شاہی طبیب ریاست جموں وکشمیر تھے۔ وہ پنشن لے کر لاہور میں سکونت پذیر ہوئے۔ مَیں اُن کے ہاں ملازم تھا۔ وہ بھی اکثر مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت کیا کرتا تھا اور بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک دن دورانِ گفتگو میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ مبارک میں دیّوث کا لفظ استعمال کیا۔ (نعوذ باللہ)۔ مَیں نے رات کو بہت دعائیں کی اور استغفار کیا کہ ایسے شخص سے مَیں نے کیوں گفتگو کی جس نے ایسی بے ادبی کی ہے۔ مگر رات کو مجھے خداوند کریم نے رؤیا میں دکھایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میاں چراغ دین صاحب مرحوم کے مکان میں تشریف فرما ہیں اور مَیں حاضرِ خدمت ہوا ہوں۔ جب مَیں نے حضور کو السلام علیکم کہا تو حضور نے جواب دیا وعلیکم السلام۔ اور مجھ سے پوچھا کہ وہ شخص جو ہمیں دیوث کہتا ہے کہاں ہے؟ مَیں نے باہر کی طرف دیکھا تو محمد علی آ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور وہ محمد علی حکیم ہے باہر آ رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اُس کو کہہ دو کہ ہم آپ سے ملاقات نہیں کرتے کیونکہ آپ دیوث ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا انتقام دیکھیں۔ اس رؤیا کے بعد چند ہفتے گزرے تھے کہ اُس کی لڑکی ایک کلرک کے ساتھ بھاگ گئی اور گوجرانوالہ محکمہ پولیس کے خفیہ افسر نے اُس کو پکڑ لیا۔ کلرک نے کہا یہ میری بیوی ہے۔ لڑکی نے کہا یہ میرا ملازم ہے۔ دونوں کے متضاد بیانات تھے۔ پولیس کو شبہ ہو گیا۔ گوجرانوالہ کے اسٹیشن پر اُن کو گاڑی سے اتار لیا۔ ڈپٹی کمشنر کے پیش ہوئے۔ وہاں لڑکی نے بیان دیا کہ میرا باپ دیوث ہے اور میری شادی نہیں کرتا۔ (اب یہ حکیم صاحب کی بیٹی خود بیان دے رہی ہے)۔ مَیں مجبوراً اس آدمی کے ساتھ ایک نوابزادے کے پاس جا رہی ہوں۔ خیر اُس نے اپنے واقعات سنائے۔ اُس ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ تمہارے باپ کی ہتک ہو گی اُس کے پاس چلی جاؤ۔ مگر اس نے واپس جانے سے انکار کیا اور کہا باپ مجھے مار ڈالے گا۔ خیر ڈپٹی کمشنر نے کہا ہم انتظام کر دیتے ہیں اور لڑکی کو لاہور کے ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیج دیا کہ لڑکی کے باپ کے حوالے کیا جائے مگر اُس سے ضمانت لی جائے کہ اسے کوئی تکلیف نہ دے۔ چنانچہ ڈپٹی کمشنر نے کچہری میں حکیم صاحب کو طلب کیا۔ جاتے ہی حکیم صاحب کو ڈانٹا اور کہا کہ تم بڑے دیوث ہو۔ (دوسری دفعہ پھر ڈپٹی کمشنر نے وہی بات کہی)۔ اپنی لڑکی کی حفاظت نہیں کرتے اور تم بڑے بے شرم ہو، جوان لڑکی کا رشتہ نہیں کرتے۔ پانچ ہزار روپے کی ضمانت لاؤ تب لڑکی تمہارے حوالے کی جائے گی۔ اور اس طرح وہ بدلہ لیا۔ پھر اس پر اس کا مزید عبرتناک انجام یہ ہوا کہ کچھ عرصے کے بعد مولوی صاحب شہر میں دیوث مشہور ہو گئے۔ ہر ایک اُن کو دیوث کہنے لگا۔ اور کچھ عرصے کے بعد وہی لڑکی پھر بھاگ گئی اور عیسائی ہو گئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 207 تا 209 روایت حضرت منشی محبوب عالم صاحبؓ)

حضرت امیر خان صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات پر جب مَیں نے سنا کہ چوہدری غلام احمد صاحب پیغامی ہو گئے ہیں تو مَیں وہاں پہنچا اور اُنہیں پیغامیوں کے حالات سے اطلاع دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ انہوں نے بہت اثر لیا اور پیغامی خیالات سے توبہ کر لی اور یہاں قادیان میں تشریف لائے۔ اسی طرح چوہدری نعمت خان صاحب سب جج کو میں نے موضع کھیڑی میں تبلیغ کی اور آپ اس کے تھوڑے عرصے بعد احمدی ہو گئے۔ پھر جب آپ 'اونہ' میں تھے اور مَیں نے سنا کہ پیغامی خیالات رکھتے ہیں تو اُن سے میں (نے) خط و کتابت کی اور بہ عمل خود انہوں نے اپنے خیالات میں تبدیلی فرمائی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 6 صفحہ 146-147 روایت حضرت امیر خان صاحبؓ)

بقیہ صفحہ 8 پر

محاسنِ قرآن کریم

قرآں خدا نُما ہے خدا کا کلام ہے!
بے اِس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
جو لوگ شک کی سردیوں سے تھرتھراتے ہیں
اِس آفتاب سے وہ عجب دُھوپ پاتے ہیں
دُنیا میں جس قدر ہے مذاہب کا شور و شر
سب قصہ گو ہیں نور نہیں ایک ذرّہ بھر
پر یہ کلام نورِ خدا کو دکھاتا ہے
اُس کی طرف نشانوں کے جلوہ سے لاتا ہے
جس دیں کا صرف قصّوں پہ سارا مدار ہے
وہ دِیں نہیں ہے ایک فسانہ گُزار ہے
سچ پُوچھیے تو قِصّوں کا کیا اعتبار ہے
قِصّوں میں جُھوٹ اور خطا بے شمار ہے
ہے دِیں وہی کہ صرف وُہ اِک قِصّہ گو نہیں
زندہ نشانوں سے ہے دکھاتا رہِ یقیں
ہے دِیں وہی کہ جس کا خدا آپ ہو عیاں
خود اپنی قُدرتوں سے دکھاوے کہ ہے کہاں
جو معجزات سنتے ہو قِصّوں کے رنگ میں
اُن کو تو پیش کرتے ہیں سب بحث و جنگ میں
جتنے ہیں فرقے سب کا یہی کاروبار ہے
قِصّوں میں مُعجزوں کا بیاں بار بار ہے
پر اپنے دیں کا کچھ بھی دِکھاتے نہیں نشاں
گویا وہ ربّ ارض و سما اَب ہے ناتواں
گویا اب اس میں طاقت و قدرت نہیں رہی
وہ سلطنت، وہ زور، وہ شوکت نہیں رہی
یا یہ کہ اَب خدا میں وہ رحمت نہیں رہی
نیّت بدل گئی ہے وہ شفقت نہیں رہی

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 27/ اگست 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

☆...حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں جنگ رَے، فتح قومیس اور جرجان، فتح آذر بائیجان، فتح خراسان، اصطخر کی فتح وغیرہ کا تذکرہ

☆...ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کے افتتاح کا اعلان

☆...ہمارے پیارے عزیز طالع کا جنازہ ابھی نہیں پہنچا، جب آئے گا تو اُس کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی اور ان شاء اللہ ذکر بھی ہوگا

☆... چار مرحومین 1۔مکرم محمد المختار کبکا صاحب آف مراکش ۔2۔مکرم محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان ۔3۔محترمہ سودہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب آف کیرالہ انڈیا۔4۔محترمہ سیدہ مجید صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب آف فیصل آباد کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد فاروقِ اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 27/ اگست 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کے واقعات کا ذکر چل رہا ہے۔ آپؓ کے زمانے میں ایک جنگ ہوئی جسے جنگ رَے کہتے ہیں۔ رَے نیشاپور سے 480 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ رَے کے رہنے والے کو رازی کہتے ہیں اور مشہور مفسر حضرت امام فخر الدین رازیؒ رَے کے رہنے والے تھے۔ رے کا حاکم سیاہوخش بن مہران بن بہرام تھا اس نے دنباوند، طبرستان، قومس اور جرجان والوں کو اپنی مدد کے لیے تیار کیا۔ مسلمان ابھی رَے کے راستے میں تھے کہ ایرانی سردار ابو الفرخان زینبی مصالحانہ طور پر مسلمانوں سے آملا۔ زینبی نے نعیم بن مقرن کو کہا کہ آپ میرے ساتھ کچھ شہسوار بھیجیے مَیں خفیہ راستے سے شہر کے اندر جاتا ہوں۔ زینبی کی مدد سے مسلمان شہر میں خفیہ طور پر داخل ہوگئے اور یوں اس شہر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ شہر والوں کو تحریراً امان دے دی گئی۔

پھر 22 ہجری میں فتح قومیس اور جرجان ہوئیں۔ قومیس نیشاپور اور رَے کے درمیان واقع ہے۔ یہاں کے لوگوں نے مزاحمت نہ کی اور امان اور صلح کی تحریر لکھ دی گئی۔ اسی طرح جرجان، طبرستان اور خراسان کے درمیان ایک بڑا شہر تھا۔ یہاں کے لوگوں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی۔

22ہجری میں ہی فتح آذر بائیجان ہے۔ حضرت عمرؓ کی طرف سے آذر بائیجان کی مہم کا جھنڈا عتبہ بن فرقد اور بکیر بن عبداللہ کو دیا گیا تھا۔ آپؓ کی ہدایت پر ہی یہ دونوں مختلف اطراف سے حملہ آور ہوئے۔ بکیر کو رستم کا بھائی اسفند یاذ بن فرخ زاد ملا، لڑائی ہوئی اور جب اسفند یاذ شکست کھا کر گرفتار ہوا تو اس نے بکیر کے ساتھ صلح کر لی اور بکیر کا نمائندہ بن کر مخالفین کے خلاف مسلمانوں کی معاونت کرتا رہا، چنانچہ آہستہ آہستہ تمام علاقہ بکیر کے زیر اقتدار آ گیا۔ دوسری جانب عتبہ بن فرقد نے بھی فتح حاصل کی۔ فتوحات کے اس سلسلے کے بعد امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے عامل یعنی عتبہ بن فرقد کی جانب سے آذر بائیجان کے باشندوں کو صلح کی تحریر لکھ دی گئی۔

آذر بائیجان کی فتح کے بعد بکیر بن عبداللہ آرمینیا کی جانب بڑھے۔ حضرت عمرؓ نے بکیر کی معاونت کے لیے سراقہ بن مالک کی سرکردگی میں ایک مزید لشکر بھی روانہ فرمایا۔ آپؓ نے سراقہ بن مالک کو تمام لشکر کا سپہ سالار بھی مقرر فرمایا۔ مسلمانوں کی پیش قدمی اور عزائم کو دیکھتے ہوئے شہر براز کے ایرانی حاکم نے سراقہ بن مالک سے جزیہ کی بجائے فوجی امداد کی شرط پر صلح کر لی چنانچہ آرمینیا بغیر جنگ کے فتح ہو گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس صلح پر بڑی مسرت اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اس کے بعد سراقہ بن مالک نے آرمینیا کے اردگرد واقع پہاڑوں کی طرف افواج بھیجیں جنہیں نمایاں کامیابیاں حاصل ہوئیں۔

پھر 22 ہجری میں فتح خراسان ہوئی۔ جنگِ جلولاء کے بعد ایرانی بادشاہ یزدجرد رَے بعد ازاں کرمان، خراسان اور مرو میں مقیم رہا۔ یہاں اس نے اردگرد کے اہلِ عجم اور اہلِ فارس و ہرمزان سے راہ و رسم بڑھا کر مسلمانوں کے خلاف ورغلایا اور بالآخر مسلمانوں کے مفتوحہ علاقوں میں بغاوت کروادی۔ ان حالات کی سنگینی کے باعث حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو اجازت دی کے وہ ایران کے علاقوں میں پیش قدمی کریں۔ آپؓ کے حکم پر اہلِ بصرہ اور اہلِ کوفہ نے زبردست حملے کر کے شاہ ایران یزد جرد کو بار بار ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہونے پر مجبور کر دیا۔ اس صورتِ حال میں یزد جرد مرو روز، بلخ وغیرہ مقامات سے ہوتا ہوا دریا پار کر کے بھاگنے پر مجبور ہوگیا۔ ان نئے حالات میں نیشاپور سے لے کر طخارستان تک کے باشندوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی۔ جب حضرت عمرؓ کو فتح خراسان کی خبر ملی تو آپؓ نے فرمایا کہ مَیں تو چاہتا تھا کہ اِن ایرانیوں کے خلاف کوئی لشکر کشی نہ کرنی پڑے اور ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا سمندر حائل ہو۔ لہٰذا آپؓ نے احنف بن قیس کو دریا عبور کر کے پیش قدمی سے منع فرما دیا۔ یزد جرد مختلف شہروں میں پھرتا رہا اور حضرت عثمانؓ کے دَورِ خلافت میں قتل ہوا۔

احنف بن قیس کی جانب سے موصول ہونے والے مالِ غنیمت کے متعلق حضرت عمرؓ نے مسلمانوں سے پُر درد خطاب فرمایا۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی کے نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ نہیں کہ دشمن، مسلم امہ کو تباہ کرے گا بلکہ مجھے تم مسلمانوں ہی سے امّت کی تباہی کا خوف ہے۔ حضور انور نے فرمایا آج ہم یہی بات سچ ثابت ہوتی دیکھ رہے ہیں کہ مسلمان ہی مسلمان کی گردن مار رہا ہے اور ایک ملک دوسرے ملک پر جہاد کا نام لے کر چڑھائی کر رہا ہے۔

اصطخر جو فارس کا مرکزی شہر اور ساسانی بادشاہوں کا مقدس مقام تھا اس علاقے کی جانب حضرت عثمان بن ابو العاصؓ نے پیش قدمی کی۔ یہاں بھرپور جنگ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی۔ حضرت عثمان بن ابو العاص نے مالِ غنیمت جمع کیا اور اس کا خُمس نکال کر امیر المومنین حضرت عمرؓ کے پاس بھجوا دیا۔ ایک روایت کے مطابق اصطخر کو پہلی مرتبہ حضرت علاء بن حضرمی نے 17 ہجری میں فتح کیا تھا۔

حضرت ساریہ بن زنیم کو حضرت عمرؓ نے 23 ہجری میں فسا اور دارابجرد کی طرف روانہ فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ نے خطاب کرتے ہوئے اچانک اونچی آواز میں کہا یا ساریۃ الجبل یعنی اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہٹ جاؤ۔ حضرت مصلح موعودؓ اس واقعے کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ فقرات یعنی ساریۃ الجبل بے تعلق تھے چنانچہ لوگوں نے ان فقرات کے متعلق حضرت عمرؓ سے سوال کیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں نے اسلامی لشکر کے ایک جرنیل ساریہ کو دیکھا کہ دشمن ان کے عقب سے حملہ آور ہو رہا ہے اور قریب تھا کہ اسلامی لشکر تباہ ہو جائے۔ اس لیے مَیں نے انہیں آواز دی کہ اے ساریہ! پہاڑ کی طرف ہو جاؤ۔ اس واقعے کو ابھی زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ساریہ کی طرف سے اسی مضمون کی اطلاع آ گئی۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی زبان اُس وقت اُن کے قابو سے نکل گئی تھی اور اُس قادرِ مطلق ہستی کے قبضے میں تھی جس کے لیے فاصلے اور دوری کوئی شئے نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ الزام کے صحابہ کرام سے الہام ثابت نہیں بے جا اور غلط ہے۔ حضرت عمرؓ کا ساریہ کے لشکر کی خطرناک حالت سے مطلع ہو جانا الہام نہیں تو اور کیا تھا۔

23 ہجری میں حضرت سہیل بن عدیؓ کے ہاتھوں کِرمان فتح ہوا۔ اسی طرح 23 ہجری میں سجستان جو خراسان سے بڑا علاقہ تھا فتح ہوا۔ مشہور ایرانی پہلوان رستم اسی علاقے کا رہنے والا تھا۔ فتح مکران بھی 23 ہجری کی ہے۔ یہاں مسلمانوں نے سندھ کے بادشاہ کے خلاف متحد ہو کر جنگ کی اور اسے شکست دی۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ فتوحاتِ فاروقی کی آخری حد یہی مکران ہے۔ مؤرخ بلاذری کے مطابق عہدِ فاروقی میں دیبل کے نشیبی علاقوں اور تھانہ تک مسلم افواج پہنچ چکی تھیں۔ اگر یہ صحیح ہے تو حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسلام کا قدم سندھ و ہند میں بھی آ چکا تھا۔

حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت کا ذکر آئندہ جاری رہنے کا ذکر کرنے کے بعد حضور انور نے ایک ٹرکش انٹرنیٹ ریڈیو کا افتتاح کرنے کا اعلان فرمایا۔ اس ریڈیو سے دنیا بھر میں 20 سے زائد ممالک استفادہ کریں گے۔ اس ریڈیو کی تیاری کی توفیق شعبہ تبلیغ جرمنی کو ملی ہے۔ حضور انور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ شعبہ تبلیغ جرمنی کی اس کاوش کو قبول کرتے ہوئے اس نئے انٹرنیٹ ریڈیو کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان کرتے ہوئے محترم سیّد طالع احمد صاحب مرحوم ومغفور کے متعلق فرمایا کہ ہمارے پیارے عزیز طالع کا جنازہ ابھی نہیں پہنچا، جب آئے گا تو اُس کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی اور ان شاء اللہ ذکر بھی ہو گا۔

بعد ازاں حضورِ انور اید اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 4 مرحومین کا ذکرِ خیر فرمایا۔

1۔مکرم محمد المختار کبکا صاحب آف مراکش جو 73سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

2۔مکرم محمود احمد صاحب سابق خادم مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان جو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

3۔محترمہ سودہ صاحبہ اہلیہ عبدالرحمٰن صاحب آف کیرالہ انڈیا جو 22 جولائی کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئی تھیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ شمس الدین صاحب مالہ باری مبلغ انچارج کبابیر کی والدہ تھیں ۔

4۔محترمہ سیدہ مجید صاحبہ اہلیہ شیخ عبدالمجید صاحب آف فیصل آباد جو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

حضور انور نے تمام مرحومین کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 06؍اگست 2021ء برموقع جلسہ سالانہ یوکے 2021ء بمقام حدیقۃالمہدی آلٹن

’’میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضاء ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو جو بات ہو خدا کے واسطے ہو‘‘ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرتا ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2021ء کے موقعہ پر میز بانوں اور مہمانوں کو اپنے فرائض ادا کرنے نیز بعض انتظامی امور کی بابت زرّیں نصائح

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج ان شاء اللہ جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہو رہا ہے۔سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان دنوں میں جلسہ کے ہر لحاظ سے بابرکت انعقاد کے لیے بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان دنوں میں خالص دینی ماحول بھی رکھے اور شاملین کے دلوں کو نیکی اور تقویٰ میں زیادہ کرے۔ گو آج کل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہاں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت محدود ہے لیکن گھروں میں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض جگہ جماعتی انتظام بھی ہے اس کے تحت مساجد میں یا جہاں ہال میسر ہیں وہاں ہالوں میں جلسہ سنا جائے گا۔ بہرحال جو بھی اس طرح جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں وہ بھی اس سوچ کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوں کہ گویا وہ جلسہ گاہ میں ہی ہیں اور تینوں دن پروگراموں کو سنیں اور دعاؤں میں گزاریں۔

اس سال اس طرح جلسہ کا انعقاد انتظامیہ کے لیے بھی ایک نیا تجربہ ہے اور شامل ہونے والوں کے لیے بھی۔ انتظامیہ کو جو بعض سہولتیں مہمانوں کے آرام کے لیے مہیا ہوتی تھیں وہ اس سال مہیا نہیں ہوسکیں۔ اس خیال میں رہے کہ مل جائیں گی لیکن نہیں مل سکیں اس لیے مہمان یا شاملین جلسہ بھی ان حالات کو سمجھتے ہوئے جہاں بھی انتظامیہ سے انتظامات میں کمیاں رہ گئی ہیں ان سے صرفِ نظر کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد حالات بہتر کرے اور پھر جلسہ اپنی پہلی شان کے ساتھ منعقد ہو سکے۔ بعض لوگوں کو شکوہ ہے کہ ہمیں جلسہ میں بعض شرائط کی وجہ سے شامل نہیں ہونے دیا گیا یا بعض جگہ شاملین کا جو انتخاب ہوا ہے وہ صحیح نہیں۔ بہرحال انتظامیہ اس معاملے میں اپنا عذر پیش کرتی ہے۔یعنی بعض مقامی جماعتوں کی انتظامیہ یہ عذر پیش کرتی ہے۔قطع نظر اس کے کہ یہ عذر صحیح ہے یا غلط؛ افراد جماعت سے یہی کہوں گا کہ یہاں بھی صَرفِ نظر سے کام لیں اور سمجھیں کہ پہلے تجربے کی وجہ سے بعض غلطیاں ہوگئی ہوں گی اس لیے معاف کر دیں اور کسی قسم کی رنجش دل میں نہ لائیں۔

اس بات کے بعد میں جلسہ اور مہمان نوازی کے حوالے سے بعض باتیں کروں گا۔عموماً جلسہ والے دن کے خطبہ میں مَیں مہمانوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں یا بعض انتظامی باتیں کرتا ہوں اور جلسہ سے ایک جمعہ پہلے کا جو خطبہ ہے اس میں میز بانوں اور مہمان نوازی کرنے والوں، ڈیوٹی دینے والوں کے فرائض اور ذمہ داریوں کے بارے میں کچھ کہتا ہوں۔ لیکن کیونکہ اس دفعہ پہلے ڈیوٹی دینے والوں کی ذمہ داریوں کے متعلق کچھ نہیں کہا اس لیے آج دونوں کے لیے کچھ باتیں کہوں گا۔

پہلی بات تو میز بانوں کو یہ کہنی چاہتا ہوں، ڈیوٹی دینے والوں کو یہ کہنی چاہتا ہوں کہ حالات کی وجہ سے مہمان نوازی میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے۔ اس دفعہ چھ سات ہزار مہمان جو بیرونی ممالک سے آتے تھے وہ تو نہیں آ رہے۔ ملک کے اندر سے ہی مختلف شہروں سے آنے والے مہمان ہوں گے اور ہیں بھی بہت کم تعداد میں۔ اس لیے اس بات کو آسان سمجھ کر relax نہ ہو جائیں۔ اگر کہیں کوئی کمی رہ جائے تو جو قریب کے مہمان ہوتے ہیں، تعلق رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کو زیادہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے بڑی احتیاط سے اور توجہ سے ہر ایک کی مہمان نوازی کریں۔ کسی قسم کی کمی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جہاں تک برطانیہ کے جلسہ کے کارکنان کا تعلق ہے جیسا کہ کل میں نے کارکنوں کی inspection کے دوران بھی کہا تھا کہ ہر طبقے کے کارکن، ناصرات میں سے بھی، لجنہ میں سے بھی، اطفال میں سے بھی، خدام میں سے بھی، انصار میں سے بھی اپنی ڈیوٹیوں اور اپنے کام میں بہت ماہر ہو چکے ہیں اور بڑا کام سنبھال لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ نئے شامل ہونے والے بچوں اور بچیوں کو بھی وہ اچھی طرح کام سکھا سکتے ہیں اس لیے اس لحاظ سے تو کوئی فکر نہیں کہ کام آتا نہیں۔ جلسہ کے ہر شعبہ میں بڑی گہرائی سے دیکھ کر کام کرنے والے کارکن موجود ہیں اور کر سکتے ہیں لیکن کیونکہ اللہ تعالیٰ کا بھی حکم ہے کہ مومن کو یاددہانی کرواتے رہنا چاہیے یہ اس کے لیے فائدہ مند ہے اور پھر جیسا کہ میں نے کہا کہ جلسہ کا انتظام مختصر ہے۔بعض دفعہ ضرورت سے زیادہ اعتماد کہ یہ جلسہ تو تھوڑی سی تعداد میں ہو رہا ہے اسے تو ہم سنبھال ہی لیں گے، بعض امور میں لاپروائی کی وجہ سے پھر کمی رہ جاتی ہے، خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جو نئے ڈیوٹیوں میں شامل ہونے والے ہیں وہ اس سے غلط پیغام بھی لے سکتے ہیں۔ پس مہمانوں کے آرام کے لیے بھی اور نئے آنے والوں کو سکھانے کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ چاہے انتظام اتنا وسیع نہیں ہے لیکن پھر بھی ہر شعبہ کا ہر کام بہت اہم ہے اور خاص طور پر آج کل موسم بھی کافی خراب ہے اس لیے بھی بعض شعبہ جات کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

ہر ڈیوٹی دینے والے کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ مہمان کم ہیں یا زیادہ، جلسہ پر آنے والے مہمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں اور ان کی ہمیں حتی الوسع پوری خدمت کرنی چاہیے۔مہمان نوازی ایک ایسا خلق ہے جو انبیاء اور ان کی جماعتوں کا ایک خاص وصف ہے۔ پس دینی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہمارے اندر مہمان نوازی کی صفت ایک خاص رنگ رکھتی ہو اور یہ جو وصف ہے یہ اَور نمایاں ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی جب زیادہ مہمان آنے شروع ہو گئے تو آپؐ صحابہ میں مہمان بانٹ دیا کرتے تھے اور صحابہ بڑی خوشی سے مہمانوں کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور جب صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں سے ان کی رات گزرنے اور صحابہ کی مہمان نوازی کے بارے میں پوچھتے تھے، حال احوال پوچھتے تھے، خدمت کا حال پوچھتے تھے تو ہر ایک کا یہی جواب ہوتا تھا کہ ہم نے ایسی خدمت کرنے والے میز بان نہیں دیکھے جنہوں نے اپنا حق ادا کر دیا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 357 حدیث 15644 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہ اسوہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت کی وجہ سے صحابہ نے ہمارے سامنے اور ہمارے لیے قائم فرمایا اور اس زمانے میں جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو آپ علیہ السلام نے بھی ہمیں اس نمونے پر چلنے کی تلقین فرمائی جس کے نمونے صحابہؓ نے قائم فرمائے تھے۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے افراد کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سَبّ و شتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے یعنی مہمان اگر سخت الفاظ استعمال کرے اور سختی سے پیش آئے، رویہ ٹھیک نہ ہو تو تب بھی اسے گوارا کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 91)

گو یہاں آپؑ نے غیر مہمانوں کے بارے میں یہ نصیحت فرمائی تھی لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ مہمان کوئی بھی ہو، احمدی مہمان بھی ہو تب بھی ایک میزبان کا کام ہے کہ عمدہ اخلاق سے کام لیا جائے اور سختی کا جواب سختی سے نہ دیں۔ اپنے ہوں یا غیر، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے ہمیں غیر معمولی نمونے ملتے ہیں۔ اپنوں سے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے غیر معمولی مہمان نوازی کا اظہار فرمایا ہے اور کیوں نہ ہو۔ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی وہ اعلیٰ اخلاق قائم فرمانے تھے جس سے اسلام کی خوبصورت تصویر ہمارے سامنے آئے اور وہ ہم دنیا کو پیش کر سکیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ لاہور سے قادیان آیا۔ مجھے حضرت صاحبؑ نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو اس وقت تک ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ ابھی بھی چھوٹی مسجد ہے لیکن اس وقت بہت ہی چھوٹی تھی، ایک کمرے کے برابر۔ پھر فرمایا آپ بیٹھیے۔ میں آپ کے لیے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپؑ اندر تشریف لے گئے۔ مفتی صاحبؓ کہتے ہیں کہ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے لیکن چند منٹ کے بعد جب کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لیے کھانا لائے ہیں۔ ایک ٹرے میں کھانا رکھ کر میرے لیے کھانا لے کے آئے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا آپ کھانا کھائیے مَیں پانی لاتا ہوں۔ مفتی صاحبؓ کہتے ہیں کہ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرتؑ ہمارے مقتدا اور پیشوا ہو کر ہمارے لیے یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیے۔

(ماخوذ از ذکر حبیب۔ صفحہ 327۔ مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ مطبوعہ قادیان)

ایک مرتبہ بستروں کی کمی ہو گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا بستر بھی مہمانوں کو دے دیا بلکہ گھر کے سارے بستر دے دیے اور خود ساری رات بغیر بستر کے تکلیف میں گزاری لیکن کسی کو احساس نہیں ہونے دیا کہ مجھے تکلیف ہے۔

(ماخوذ از اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 180 روایت نمبر 76 مطبوعہ ربوہ)

یہ ہے مہمان نوازی کے لیے اصل قربانی۔ بعض دفعہ بعض لوگ قربانی کر دیتے ہیں لیکن یہ جتا بھی دیتے ہیں کہ مجھے اس قربانی کی وجہ سے کتنی تکلیف ہوئی۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا ہمیشہ یہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لیے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمان کو آرام دیا جائے۔ فرمایا: مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا تو پتہ لگ جاتا تھا کیسی مہمان نوازی ہو رہی ہے۔ کھانا وافر ہے، کتنا ہے، ہر ایک کو ملا بھی ہے کہ نہیں لیکن فرمایا کہ جب سے بیماری کی وجہ سے مجھے پرہیزی کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا اور ساتھ ہی ایک اَور وجہ بھی بن گئی کہ مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہیں ہوتی تھی۔ مشکل ہوتا تھا کہ ایک جگہ بیٹھ کے سارے کھانا کھا لیں۔ مختلف جگہوں پر کھانا serve کیا جاتا ہو گا یا باری باری دیا جاتا ہو گا۔ اس لیے بمجبوری علیحدگی ہوئی۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 406)

پھر آپؑ نے لنگر خانے کے انچارج کو ایک مرتبہ فرمایا جبکہ بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ دیکھو! بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاحترام جان کر خدمت کرو۔ پس میزبان کے لیے سب مہمان مہمان ہیں۔ کسی سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کرنا۔ یہ نہیں کہ فلاں عہدے دار ہے یا فلاں میرا واقف ہے تو اس کی زیادہ خدمت کروں، اس سے زیادہ بہتر سلوک کروں۔ سب کو مہمان سمجھ کر برابر خدمت کرو۔ ہر مہمان سے عزت و احترام کا سلوک رکھنا چاہیے۔ یہی مہمان نوازی کی جڑ ہے۔ آپؑ نے انہیں فرمایا کہ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 226)

پس یہ وہ حسن ظن ہے جو آج بھی سب خدمت کرنے والوں پر ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثریت خدمت کرنے والے اس حسن ظن پر پورے اترنے والے ہیں اور جن میں کوئی کمی ہے وہ خود اپنے جائزے لیں اور دیکھیں کہ کس طرح وہ اپنی کمیاں دور کر سکتے ہیں اور کمی دور کر کے مہمان نوازی کے معیار کو بڑھا سکتے ہیں۔ مجھے علم ہے کہ بعض شعبہ جات کے کارکنان کو بعض مہمانوں کی طرف سے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ہمارا کام ہے کہ خوش خلقی کو کبھی نہ چھوڑیں۔ اس کا مظاہرہ کریں۔ مہمان جو چاہے کہہ دے ہر کارکن نے اپنے پہ یہ فرض کر لینا ہے کہ اب اپنے اعلیٰ اخلاق ہی دکھانے ہیں۔ اس مرتبہ شاید محدود تعداد ہونے کی وجہ سے بعض دقتوں کا کارکنان کو سامنا نہ کرنا پڑے یا کارکنوں کا خیال ہو گا کہ نہیں کرنا پڑے گا لیکن کارکن جب بعض پابندیوں کی طرف مہمانوں کو توجہ دلائیں گے تو ہو سکتا ہے بعض مہمان برا بھی مان جائیں۔ جیسے ماسک پہن کے رکھنا ہے۔ اس طرف کارکنان توجہ دلائیں گے۔ فاصلہ دے کے رکھنا ہے اس طرف توجہ دلائیں گے۔ عام طور پر اس کی ہم پابندی نہیں کرتے۔ کھانا کھاتے ہوئے بعض پابندیوں کا خیال رکھنا ہے۔ لیکن سب باتیں سن کر بھی اگر کوئی سختی سے پیش آتا ہے اور ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیتا تو لوگوں کی باتیں سن کر بھی پیار سے ہی اپنی بات مہمانوں کو سمجھائیں۔ عموماً مہمانوں کو بھی اس بات کا ادراک ہے کہ انہوں نے بعض پابندیوں کا خیال رکھنا ہے لیکن بعض لوگ طبعاً بعض باتوں کا جلد برا مان جاتے ہیں اور ایسے چند ایک ہی لوگ ہوتے ہیں جو مسائل پیدا کرتے ہیں اور اگر آگے سے کارکن کا رویہ بھی سخت ہو جائے تو پھر زیادہ بدمزگی پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس لیے اگر کسی نے سمجھانا بھی ہے کسی کو، کوئی درخواست بھی کرنی ہے، کوئی بات بھی کرنی ہے تو انتہائی صبر اور نرمی سے سمجھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی اکرام الجار والضیف ... حدیث 173)

مومن کی یہ نشانی ہے کہ مہمان کا احترام کرتا ہے۔ پس یہ مومنانہ خصوصیت ہر ایک میں پیدا ہونی چاہیے۔ بارش کی وجہ سے پارکنگ میں، حدیقۃ المہدی میں محدود تعداد میں پارکنگ ہو گی۔ بارش کی وجہ سے گو کہ گراؤنڈز تو ہیں لیکن بارش کی وجہ سے گیلی ہیں اور کاروں کے وہاں slip ہونے یا دھنسنے کا خطرہ ہے۔ اس لیے دوسری جگہ پارکنگ لی گئی ہے جہاں سے بسوں کے ذریعہ سے مہمانوں کو لایا جائے گا۔ یہاں ڈیوٹی والوں کو بڑے آرام اور پیار سے کاروں پہ آنے والوں کو سمجھانا ہو گا۔ بعض لوگ سیدھے آ جاتے ہیں اور پھر زور دیتے ہیں کہ ہم آ گئے ہیں تو ہمیں اندر آنے دیا جائے۔ بڑے پیار سے انہیں سمجھائیں اور مہمانوں کو بھی ڈیوٹی والوں کی بات کو سمجھنا چاہیے۔ آپس کے تعاون سے ہی کام میں آسانی اور روانی پیدا ہو سکتی ہے۔

پس دونوں طرف سے تعاون ہونا چاہیے۔ مہمان صرف میزبانوں سے امید نہ رکھیں کہ یہی ہماری خدمت پر مامور ہیں اور ہماری ہر بات سنیں اور اس پر عمل کریں بلکہ مہمانوں کو بھی جو قاعدہ قانون بنایا گیا ہے اس کی پابندی کرنی چاہیے تبھی کام صحیح رنگ میں اور روانی سے ہو سکتا ہے۔ مہمان بھی اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اسلام نے جہاں میزبان کو مہمان کی عزت و احترام کرنے کی ہدایت کی ہے وہاں مہمانوں کو بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ بحیثیت مہمان تمہاری بھی کچھ ذمہ داری ہے۔ اسلام نے واضح بتایا کہ تم مہمان بن کر جب کسی کے پاس جاؤ تو میزبان کی مصروفیات کا بھی خیال رکھو اور اس کے بلانے پر جاؤ یا بتا کر جاؤ۔ ایک طرف میزبان کو ہدایت کی کہ تم نے گھر آئے مہمان سے حسن سلوک کرنا ہے چاہے وہ جب بھی آئے۔ دوسری طرف مہمان کو کہا کہ کسی کے

گھر جاؤ تو بتا کر جاؤ۔ اگر بغیر بتائے جاتے ہو اور گھر والا گھر کے اندر آنے سے منع کر دے تو بغیر کسی شکوے کے واپس آ جاؤ۔ جلسے کے مہمانوں پر عموماً یہ بات لاگو نہیں ہوتی لیکن اس سال جیسا کہ میں نے کہا خاص حالات کی وجہ سے ایک عمر کی حد بھی رکھی گئی ہے کہ اس عمر سے اس عمر تک کے لوگ آئیں۔ کم از کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کی حد رکھ دی اور پھر بعض دوسری شرائط صحت بھی ہیں، شرائط ہیں جو صحت سے متعلقہ ہیں وہ بھی رکھی گئی ہیں اور ان کو سامنے رکھتے ہوئے یہ اصول بنایا گیا ہے اور اس لحاظ سے جماعتوں کو کہا گیا ہے کہ منتخب کر کے افراد کو، ان لوگوں کو بھجیں جو یہ شرائط پوری کرتے ہیں۔ بعض جگہ ہو سکتا ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ اس انتخاب میں اونچ نیچ ہو گئی ہو اور بعض لوگوں کو شکوہ پیدا ہوا ہو۔ اسی طرح بعض لوگ نئے اس ملک میں آئے ہیں اور شرائط پوری نہیں کرتے لیکن زور یہ ہے کہ ہمیں ضرور جلسہ میں شامل کیا جائے۔ شاید بعض باہر سے آنے والے کوشش بھی کریں کہ اپنے کسی عزیز کے ساتھ آ جائیں یا اپنے علاقے کی انتظامیہ سے ضد کریں کہ ہمیں شمولیت کا پاس دیا جائے تو ان کو خیال رکھنا چاہیے کہ اس طرح نظام کو توڑنے سے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کے لیے یہ اصولی ہدایت فرما دی ہے اور بنیادی اخلاق کی راہنمائی کر دی اور حکم دے دیا کہ گھر والوں کی اجازت کے بغیر کسی کے گھر نہ جاؤ اور اگر کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ بغیر کسی شکوے کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ قِیۡلَ لَکُمُ ارۡجِعُوۡا فَارۡجِعُوۡا هُوَ اَزۡکٰی لَکُمۡ (النور: 29) اور اگر تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو تم واپس چلے جاؤ۔ تمہارے لیے یہ بات زیادہ پاکیزگی والی ہے۔ جلسہ پر آنا اور اس میں شامل ہونے کا ایک بہت بڑا مقصد تو اپنی اصلاح اور اپنے نفس کو پاک کرنا ہے۔ زبردستی شامل ہونے کی بجائے جو طریق مقرر کر دیا گیا ہے اس کی پابندی کرنا زیادہ پاکیزگی والی بات ہے۔ پس بعض لوگ جنہوں نے مجھے بھی پیچھے پڑ کر خط لکھے ہیں یا نظام کو بھی کہہ رہے ہیں وہ لوگ جو بھی انتظام مقرر کر دیا گیا ہے اس کی پابندی کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے اور برا بھی نہیں ماننا چاہیے۔ اس بات کا شکوہ بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں اور ایسے حالات میں زیادہ تڑپ کر دعا ہوتی ہے اور ہو گی کہ اللہ تعالیٰ حالات جلد معمول پر لائے تا کہ بعض لوگ اپنی خواہش کے مطابق جلسہ میں آزادی سے شامل ہو سکیں۔ قرآنی احکام پر عمل کرنے کے لیے صحابہ کا بھی عجیب طریق تھا۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں سالوں لوگوں کے گھروں میں مختلف وقتوں میں بے وقت صرف اس لیے جاتا رہا کہ کوئی مجھے کہے کہ یہ وقت نہیں ہے۔ اندر آنا منع ہے۔ ہم نہیں مل سکتے۔ گھر میں آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ ملاقات نہیں ہو سکتی۔ واپس چلے جاؤ اور کہتے ہیں کہ میری یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے اس طرح کہے تو میں قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کر کے ثواب کمانے والا بن جاؤں لیکن کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں کسی کے گھر گیا ہوں اور آگے سے مجھے معذرت کر دی گئی ہو۔

(تفسیر الدر المنثور جلد 6 صفحہ 175-176 دار الفکر بیروت 2011ء)

تو دونوں فریق میزبان بھی اور مہمان بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اپنے فرائض پورے کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ عمومی اخلاق کے اپنانے اور قرآن کریم کی ہدایت پر شوق اور جذبے سے عمل کرنے کے ضمن میں مَیں نے یہ بات بتائی اور ایک اصولی ہدایت دی ہے لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ اپنی بات منوانے کے لیے کہہ دیتے ہیں یا کہہ دیں گے کہ پھر انتظامیہ کو بھی انکار نہیں کرنا چاہیے۔ عمومی حالات میں انتظامیہ انکار نہیں کرتی اور نہ کرنا چاہیے۔ اگر کرے تو یقیناً مہمانوں کا حق ادا نہیں کرے گی اور اس تعلیم کے خلاف کرے گی جو اسلام کی تعلیم ہے اور جس کی تعلیم پر عمل کرنے پر ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاص زور دیا ہے اور اپنے عمل سے مثالیں قائم کی ہیں کہ بے وقت رات گئے مہمان آئے تو اس وقت بھی ان کی مہمان نوازی کا احترام فرمایا۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ جلسہ جن حالات میں ہو رہا ہے یہ خاص حالات ہیں اس میں مجبوراً مہمانوں کو شمولیت سے انکار کیا جا رہا ہے۔ اس لیے بغیر کسی شکوے کے اس پر عمل کر لیا جائے لیکن ساتھ ہی میں ان لوگوں کو یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جن کو دعوت نامہ اور اجازت نامے ملے ہیں کہ سوائے اشد مجبوری کے ضرور جلسہ میں شامل ہوں ورنہ ان کے نہ شامل ہونے سے ان لوگوں کی حق تلفی ہو گی جن کو اجازت نامے نہیں دیے گئے۔ موسم کی خرابی کو عذر نہ بنائیں۔

موسم کی خرابی کی بات ہوئی ہے تو شاملین کو یاد رکھنا چاہیے کہ ربوہ یا قادیان میں سردیوں کے دنوں میں کھلے میں جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ ربوہ میں تو اب پابندیوں کی وجہ سے نہیں ہوتے۔ سالوں سے نہیں ہوئے لیکن ہوا کرتے تھے اور جب سردیوں میں جلسہ ہوتا تھا تو پھر لوگ بارش کی صورت میں بھی آرام سے بیٹھ کر کسی نہ کسی ذریعہ سے اپنے آپ کو ڈھانک کر جلسہ سنتے تھے۔ یہاں جب اسلام آباد میں جلسے ہوتے تھے تو بارش کی وجہ سے جلسہ گاہ کی مارکی کے باوجود بھی بہت برا حال ہو جاتا تھا۔ نیچے بیٹھنے کے لیے صرف گھاس رکھا جاتا تھا۔ نیچے باقاعدہ کوئی فرش نہیں بنایا جاتا تھا جس طرح اب لکڑی کا بنایا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک جلسہ میں مَیں شامل ہوا تو بارش کی وجہ سے جلسہ گاہ کے اندر بھی کچھ حصہ میں پانی آ گیا اور زمین گیلی ہو گئی۔ کناروں پر تو پانی کھڑا تھا اور جو لوگ کناروں پہ کھڑے ہو کے نماز پڑھتے تھے ان کے گھٹنے اور ماتھے پانی میں ہوتے تھے یا کیچڑ میں ہوتے تھے۔ خود میرے ساتھ بھی اسی طرح ہوا اور سجدے سے سر اٹھا کر پہلے ماتھا صاف کرنا پڑتا تھا کہ آنکھوں میں پانی یا کیچڑ نہ آ جائے یا گھاس پھوس لگا ہوتا تھا لیکن سب لوگ مَیں نے دیکھا ہے ایک جذبے سے جلسہ میں شامل ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بھی یہ جذبہ ہے اور کہنا چاہیے کہ احمدیوں کی تقریباً اکثریت میں یہ جذبہ موجود ہے لیکن بعض ذرا نازک مزاج بھی ہوتے ہیں یا حالات کی وجہ سے اب زمانے کی دوری کی وجہ سے نازک مزاجی آ گئی ہے ان کے لیے میں کہہ رہا ہوں کہ اگر ان کو آنے کا اجازت نامہ ملا ہے تو وہ ضرور شامل ہوں۔ کسی قسم کا عذر نہ بنائیں۔ پھر یہ بھی ہے جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا کہ بعض لوگ عادتاً لڑنے والے ہوتے ہیں، بعض عادتاً شکوہ کرنے والے بھی ہیں اور انتظامیہ پر نکتہ چینی کریں گے کہ یہ انتظام اس طرح ہونا چاہیے تھا اس طرح کیوں نہیں ہوا؟ یا نہ آنے کا بہانہ پیش کریں گے کہ اس وجہ سے ہم نہیں آئے تو بہرحال ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ آج بھی اور کل بھی اور پرسوں بھی جن لوگوں کو دعوت نامے ملے ہیں یا کہنا چاہیے جن لوگوں کو اجازت نامے ملے ہیں وہ ضرور شامل ہوں۔

بعض انتظامی باتیں بھی کر دوں کہ کھانے کی مارکی میں انتظامیہ نے کھانا لیتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے جو فاصلہ رکھنے کی طرف توجہ دلانے کا انتظام کیا ہوا ہے اس کی پابندی کریں۔ جگہ جگہ یہ لکھ کر لگایا ہوا ہے کہ فاصلہ رکھیں لیکن بعض لوگوں کو جو بھی ہدایت لگائی جائے اسے پڑھنے کی عادت نہیں ہے، اس طرف توجہ نہیں کرتے اور پھر یہ بھی آجکل عام حالات میں بھی عموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض فاصلہ کا خیال بھی نہیں رکھتے۔ اس لیے کھانے کے وقت بھی اور کھانا لیتے ہوئے بھی اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ فاصلہ رکھنا ہے۔ کھانا کھاتے ہوئے تو مجبوری ہے کہ ماسک اتارنا پڑتا ہے لیکن کھانا لیتے وقت جب لائن میں ہوں تو ماسک پہن کر رکھیں۔ اسی طرح ڈیوٹی والے کارکنان بھی اس بات کو لازمی بنائیں، یقینی بنائیں کہ ماسک پہن کر ہر وقت رکھنا ہے اور کارکنوں نے اگر ماسک پہننے میں کوئی ڈھیل دکھائی، کمی کی یا پابندی کا خیال نہ رکھا تو پھر مہمان بھی عمل نہیں کریں گے۔ اس لیے ڈیوٹی والے بھی اور مہمان بھی اس بات کو لازمی بنائیں کہ انہوں نے ماسک پہن کر رکھنا ہے چاہے وہ پارکنگ ہے یا غسل خانے ہیں یا راستوں پہ چلنا ہے، جلسہ گاہ ہے یا کھانے کی مارکی ہے۔ جلسہ گاہ میں بھی ماسک پہن کر بیٹھنا ہے۔ ہاں انتظامیہ چیک کرنے کے لیے بعض دفعہ ماسک اتار کر چہرہ دکھانے کا کہے تو پھر اس بارے میں ان سے تعاون کریں۔ اسی طرح اگر انتظامیہ کے زیر انتظام کسی تقریر کے دوران کوئی نعرہ لگتا ہے تو اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ نعرہ لگاتے ہوئے یا اس کا جواب دیتے ہوئے کسی کا ماسک نہ اترے۔ بعض بے احتیاطی کر جاتے ہیں۔ اس دفعہ یہ ایک بالکل نئی بات ہے اس لیے بہت احتیاط سے اور توجہ سے اس بات کا خیال رکھنا ہو گا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لیے بھی اور دوسروں کو بچانے کے لیے بھی ناک اور منہ دونوں ڈھانکنے ضروری ہیں۔ پھر گیٹ میں اندر داخل ہوتے ہوئے دونوں طرح کی چیکنگ ہو گی۔ ایمز کارڈ بھی چیک ہو گا اور شاید ویکسینیشن کا کارڈ اور دوسرا اجازت نامہ بھی دیکھیں، اس کو بھی چیک کریں۔ اس لیے اس لحاظ سے بھی چیک کرنے والوں کی تسلی کروائیں اور کسی قسم کا ایسا اظہار نہ کریں کہ اتنی چیکنگ آپ کو بُری لگی ہے۔ یہ

سب احتیاطیں شامل ہونے والوں کے مفاد کے لیے کی جا رہی ہیں۔

پھر ایک اور بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تھوڑی تعداد اور ان سب احتیاطوں کی وجہ سے سیکیورٹی کے لحاظ سے relax نہ ہو جائیں۔ اس بارے میں ڈیوٹی کے کارکنان کو بھی اور شامل ہونے والوں کو بھی مکمل طور پر محتاط رہنا چاہیے جیسا کہ پہلے بھی ہدایات ملتی تھیں اور رہتے تھے۔

پھر کھانے کے بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ دوپہر کو تو کھانا ان شاء اللہ کھانے کی مارکی میں دیا جائے گا اور وہاں ان باتوں کا خیال رکھیں جو میں نے بتائی ہیں لیکن رات کا کھانا پیک کر کے دیے جانے کا ان کا پروگرام ہے۔ اپنے گھروں میں لے کر جا سکتے ہیں۔ کوشش تو کی جائے گی کہ جتنی جلدی تقسیم ہو سکے کی جائے لیکن اگر کچھ وقت لگ جائے تو پریشان نہ ہوں۔ اسی طرح جلسہ سننے کے بارے میں بھی جو عمومی ہدایت ہر سال ہوتی ہے وہ دوہرا دیتا ہوں کہ جلسہ سنیں اور ایک دوسرے کو لمبے عرصہ کے بعد ملنے کی وجہ سے اِدھر اُدھر بیٹھ کر عزیزوں سے یا دوستوں سے باتوں میں مصروف نہ ہو جائیں کیونکہ جلسہ کے لیے آئے ہیں تو جلسہ ہی سنیں۔ اس وبا کی وجہ سے بعض لوگ بہت سے ایسے ہوں گے بلکہ کہنا چاہیے جو قریبی بھی ہوں گے ایک دوسرے کے دوست بھی ہوں گے اور مختلف شہروں میں رہنے کی وجہ سے ایک لمبے عرصہ کے بعد مل رہے ہوں گے کیونکہ اس عرصہ میں جماعتی طور پر بھی کوئی فنکشن نہیں ہوئے۔ اس لیے لمبے عرصہ کے بعد یہ ملنا انہیں جلسہ کے پروگرام سننے سے محروم نہ کر دے یا دعاؤں کی طرف توجہ رکھنے سے محروم نہ کر دے۔ جلسہ پر آئے ہیں تو اس سے بھرپور استفادہ کریں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک نکتہ بیان فرمایا۔ کہتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جلسہ کے ایام میں ذکر الٰہی کرو اور جب مجالس میں بیٹھے ہوں تو وہاں ذکر الٰہی ہونا چاہیے۔ اس کا فائدہ خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اُذْكُرُوا اللّٰهَ يَذْكُرْكُمْ۔ کہ اگر تم ذکر الٰہی کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا ذکر کرنا شروع کر دے گا۔ اب اس بندے جیسا خوش قسمت کون ہے جس کو اپنا آقا یاد رکھے، جس کا ذکر خدا تعالیٰ کرے۔

(ماخوذ از خطباتِ محمودؒ جلد 4 صفحہ 258)

پس ان دنوں میں ذکر الٰہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو مزید کھینچنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لیے ان دنوں میں خاص طور پر ذکر الٰہی پر زور دیں اور دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی جہاں اکٹھے ہو کر جلسہ سن رہے ہیں یا گھر والوں کے ساتھ مل کر جلسہ سن رہے ہیں تو وہ بھی ذکر الٰہی پر توجہ دیں تا کہ زیادہ سے زیادہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کھینچنے والے ہوں۔ اپنی روحانی حالت کو بہتر کرنے والے ہوں اور دنیا کی آفات سے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتے ہوئے بچنے والے ہوں۔

پس اس جلسے کے ماحول سے بھرپور استفادہ کرنے کی کوشش کریں، علمی اور تربیتی تقاریر سن کر بھی اور دعاؤں کی طرف توجہ رکھ کر بھی۔ اس مرتبہ تو تھوڑی تعداد ہونے کی وجہ سے ہر ایک کے لیے کرسی پر بیٹھنے کا انتظام ہے اس لیے لمبا عرصہ بیٹھنے کا بھی کوئی عذر نہیں ہے۔ ویسے بھی جلسے کا ایک سیشن کوئی اتنا لمبا نہیں ہوتا۔ عموماً دو اڑھائی گھنٹے کا یا حد تین گھنٹے یا اس کے قریب کا ہوتا ہے تو اس لیے اگر زمین پر بھی بیٹھنا پڑے تو بیٹھنا کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں آخر میں پیش کرتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

’’سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قِیل و قال جو لیکچروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آ کر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناوٹ اور تکلّف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضاء ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 398-399)

پھر فرمایا ’’مسلمانوں میں اِدبار اور زوال آنے کی یہ بڑی بھاری وجہ ہے ورنہ اس قدر کانفرنسیں اور انجمنیں اور مجلسیں ہوتی ہیں اور وہاں بڑے بڑے لَسّان اور لیکچرار اپنے لیکچر پڑھتے اور تقریریں کرتے، شاعر قوم کی حالت پر نوحہ خوانیاں کرتے ہیں۔ وہ بات کیا ہے کہ اس کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ قوم دن بدن ترقی کی بجائے تنزل ہی کی طرف جاتی ہے۔ بات یہی ہے کہ ان مجلسوں میں آنے جانے والے اخلاص لے کر نہیں جاتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 401)

بہرحال ایک بات تو یہ ہے کہ ہر تقریر کو سنیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ مقرر اچھا ہے، اس کی تقریر سننی ہے کسی کی نہیں سننی۔ ہر تقریر جلسہ میں بیٹھ کے سننی چاہیے اور پورے اخلاص اور توجہ سے سننی چاہیے اور یہ اخلاص تبھی حاصل ہو گا جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی تڑپ ہے۔ اور جب یہ تڑپ ہو گی تو یہی وہ حالت ہے جب ہماری حالتیں سنور سکتی ہیں۔ ہماری نسلوں کو بھی سنوار سکتی ہیں اور ان کو صحیح رستوں پر ڈال سکتی ہیں۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک جو اس جلسہ میں شامل ہو رہا ہے یا سن رہا ہے اپنے اندر خالص اخلاص و وفا پیدا کرنے والا بن جائے۔ اور موسم کے لیے بھی ان دنوں میں دعا کریں کہ موسم ہمارے کسی پروگرام میں روک نہ بنے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں کر دے۔

(الفضل انٹرنیشنل 27اگست 2021ء)

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۲۵۱﴾

(البقرہ:251)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

یہ قرآنِ مجید کی ثابت قدمی اور کافروں کے مقابل مدد پانے کی دعا ہے۔

اس سے پچھلی آیات میں حضرت طالوت (حضرت داؤد علیہ السلام) کا ذکر ہے جب وہ اپنے مخالف جالوت سے مقابلہ کرنے نکلے تھے۔ یہ دعا حضرت طالوت اور آپؑ کے لشکر کی ہے جو انہوں نے مقابلہ کے لئے نکلتے ہوئے کی۔ اللہ نے اس دعا کو قبولیت بخشی اور آپؑ کے لشکر کو فتح سے ہمکنار کیا اور دشمن کو شکست ہوئی۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو متعدد بار اس دعا کی طرف توجّہ دلائی ہے۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

تین سال کے بعد خلافت کو 100سال بھی پورے ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کی صدسالہ جوبلی سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جماعت کو بعض دعاؤں کی طرف توجہ دلائی تھی، تحریک کی تھی۔ میں بھی اب ان دعاؤں کی طرف دوبارہ توجہ دلاتا ہوں۔ ایک تو آپ نے اس وقت کہا تھا کہ سورۃ فاتحہ روزانہ سات بار پڑھیں۔ تو سورۃ فاتحہ کو غور سے پڑھیں تا کہ ہر قسم کے فتنہ و فساد سے اور دجل سے بچتے رہیں۔ پھر رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ کی دعا بھی بہت دفعہ پڑھیں۔

(خطبہ جمعہ 27/ مئی 2005ء، خطباتِ مسرور جلد 3 صفحہ 322)

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

’’وعلیکم السلام‘‘

مورخہ 23اگست 2021ء کوحضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات میں خاکسار نے تمام ممبران بورڈ، کمپوزنگ و دیگر امور میں مدد کرنے والوں اور قلمی معاونت کرنے والوں کی طرف سے ’’السلام علیکم‘‘ عرض کر کے دعا کی درخواست کی تو حضور نے فرمایا ’’وعلیکم السلام‘‘

پیارے حضور کا محبت بھرا اسلام الفضل ہذا کے ذریعے قلمی معاونت کرنے والے مضمون نگاروں، شعراء، کمپوزنگ اور دیگر امور میں احسن رنگ میں فرائض ادا کرنے والوں کو پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سلامتی کا وارث بنائے۔ آمین۔ (ایڈیٹر)

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ امۃ الباری ناصر۔ امریکہ سے لکھتی ہیں:

عرض ہے کہ خاکسار کا ایک مضمون ’حضرت ام المؤمنینؓ کی اپنی خادمہ سے شفقت‘ 20اگست 2021ء کے شمارہ میں شائع ہوا تھا۔ بھائی جان مکرم عبدالباسط شاہد (مربی سلسلہ یوکے) نے توجہ دلائی ہے کہ حضرت داداجان اور حضرت دادی جان کی بیعت کا واقعہ من وعن لکھنا چاہئے تھا اختصار سے کام نہیں لینا چاہئے تھا چنانچہ رجسٹر روایات سے حضرت داداجانؓ (ولادت 1866ء بیعت 1895ء بمطابق روایت حضرت مصلح موعودؓ وفات نومبر 1956ء) کی بیان فرمودہ روایت درج ہے:

روایات بیان فرمودہ حضرت چودھری فضل محمدؓ دکاندار ہرسیاں والے مہاجر قادیان

پہلے میری سکونت موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ (ضلع گورداسپور) کی تھی اور بعض دوست میرے پاس آ کر حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ باتیں کیا کرتے تھے۔ اور میں کچھ کچھ سوال جواب کیا کرتا تھا۔ اتفاقاً جلسہ 1896ء کے موقعہ پر جب کہ میں ایک دوست کو ’جوسری گوبند پور میں رہتا تھا گھوڑے پر سوار ہو کر اس کے ملنے کے واسطے براستہ قادیان جارہا تھا اور میں جب مسجد اقصیٰ کے دروازہ کے سامنے پہنچا تو میرے ایک دوست محمد اکبر صاحب مرحوم (بٹالوی) مسجد کے اندر سے باہر نکلے اور مجھ سے ملے اور انہوں نے میرے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور مجھے گھوڑے سے اتار دیا اور فرمایا کہ آج جلسہ ہے میں ہرگز آپ کو نہیں جانے دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے میرا گھوڑا کسی رشتہ دار کے ہاں باندھ دیا اور مجھے ساتھ لے کر مسجد کے اندر چلے گئے۔

جب میں اندر گیا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہیں اور مولوی عبدالکریم صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ میں وہاں بیٹھ رہا اور تقریر سنتا رہا۔ چنانچہ میں دو دن قادیان شریف میں رہا۔ اور میں نے چندہ بھی دیا۔ ایک دوست جو چندہ لے رہا تھا اُس نے میرا نام پوچھا مگر میں نے اس کو نام نہ بتلایا اور چندہ دے دیا۔

آخری دن جب بیعت شروع ہوئی تو محمد اکبر صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر رکھ دیا۔ میں نے دل میں کہا کہ جب تک میرا ارادہ نہ ہو بیعت کیا ہو گی؟ خیر میں نے ہاتھ نہ اُٹھایا اور دعا میں شامل ہو گیا۔ جب میں واپس گھر گیا تو میرے دل میں یہی خیال گزرتا کہ قادیان میں سوائے قرآن شریف کے اور نیک دینی باتوں کے اور کچھ نہیں سنا۔ لوگ صرف یاد الٰہی میں مشغول ہیں۔ اس خیال کو مدِّنظر رکھتے ہوئے میں نے نمازوں میں اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کرنی شروع کی کہ اے میرے پیدا کرنے والے میرے محسن میں تیرا بندہ ہوں گنہگار ہوں، بے علم ہوں، میں نہیں جانتا کہ تیری رضا کے مطابق کون چلتا ہے۔ اس وقت تو مجھے اس رستہ پر چلا کہ جس پر تو راضی ہوتا کہ قیامت کے دن مجھے شرمندگی نہ اُٹھانی پڑے۔ اے میرے مولیٰ جب تو مجھ سے قیامت کو پوچھے گا تو اس وقت میں یہی عرض کروں گا کہ میرے پیارے اللہ میں بے علم تھا اور میں نے اپنا آپ تیرے حضور رکھ دیا تھا۔ اور بار بار عرض کرتا تھا کہ اے میرے پیارے مجھے صحیح رستہ بتا اور اس پر مجھے چلنے کی توفیق بخش۔

کئی دن کے بعد میں بٹالہ میں سودا بزازی خریدنے کے لئے گیا تو میں پہلے اسی دوست محمد اکبر کے پاس چلا گیا۔ وہاں بھی یہی باتیں شروع ہو گئیں اور انہوں نے ذکر کیا کہ کل سیٹھ صاحب مدراس سے تشریف لائے ہیں اور قادیان شریف گئے ہیں۔ چنانچہ ایسی ایسی باتوں سے میرے دل میں جوش پیدا ہوا اور میں نے اس دوست کو یعنی محمد اکبر کو کہا کہ اُس روز آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر بیعت والوں میں شامل ہونے کے لئے حضرت صاحب کے ہاتھ پر رکھ دیا تھا مگر میرا دل نہیں چاہتا تھا۔ مگر اب مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوش پیدا ہوا ہے اور اب میں اسی جگہ سے قادیان شریف جاتا ہوں اور سچے دل سے توبہ کر کے بیعت میں داخل ہوتا ہوں۔ اس پر میرے اس دوست نے نہایت خوشی کا اظہار کیا اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر میرے ہمراہ قادیان پہنچے۔ جب میں بیعت کر کے اپنے گھر پہنچا تو میری بیوی نے پوچھا کہ آپ سودا لینے گئے تھے اور آپ خالی ہاتھ آ رہے ہیں۔ اس پر مجھے خیال گزرا کہ حقیقت حال ظاہر کرنے سے یہ ناراض نہ ہو جائیں مگر میں نے ان کو سچ سچ کہہ دیا کہ میں قادیان شریف جا کر حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر آیا ہوں۔ اس پر اُنہوں نے کچھ نہ کہا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے اپنا ایک خواب سنایا کہ میں خواب میں حج کو جارہی ہوں اور بہت سے لوگ حج کو جارہے ہیں اور وہ ہمارے گاؤں سے مشرق کی طرف ہے جدھر لوگ حج کو جارہے ہیں۔ جب میں حج کی جگہ پہنچی ہوں تو میں اکیلی ہوں۔ وہاں سیڑھیاں چڑھ کر ایک مکان کی چھت پر جا بیٹھی ہوں۔ وہاں دیکھتی ہوں کہ ایک چھوٹی عمر کا بچہ وہاں بیٹھا ہے اور اس کے اردگرد بہت سی مٹھائی پڑی ہے۔ مجھے اس بچہ کو دیکھ کر اپنا وہ بچہ یاد آ گیا جو کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکا ہے۔ اس پر اس بچہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں بچہ دے گا وہ اِحیا ہو گا، نیک ہو گا۔ میرے خیال میں وہ (جگہ) قادیان شریف ہے مجھے قادیان لے چلو۔ چنانچہ میں ان کو قادیان لے آیا اور بیعت میں داخل کروا دیا الحمد للہ۔ بیعت کرنے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں آپ سے کوئی چیز نہیں مانگتی صرف یہ چاہتی ہوں کہ آپ مجھے قادیان جانے سے نہ روکیں۔ (از رجسٹر روایات نمبر 14 صفحہ 275 تا 286)

الفضل کی اشاعت کے لئے قارئین کی کوششیں

- مکرم عثمان مسعود سویڈن سے لکھتے ہیں:

خاکسار بلاناغہ الفضل ویب سائٹ سے الفضل اخبار کی پی ڈی ایف ڈاؤن لوڈ کر کے اور پھر اس کو سافٹ ایئر سے امیج بنا کر جتنے بھی صفحات ہوتے ہیں اتنے ہی امیج اپنی فیس بک ٹائم لائن پر اپ لوڈ کر دیتا ہے۔ میرے فیس بک پر کافی روابط ہیں اور فالوور بھی 5000 کے قریب ہیں۔ اور اس پیج سے کئی لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

قارئین الفضل کی الفضل اخبار سے محبت

- مکرمہ سعیدہ خانم۔ سسکاٹون کینیڈا سے لکھتی ہیں:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچپن سے ہی ہمارے والدین نے الفضل اخبار پڑھنے کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دی تھی۔ اور وہ آج تک قائم ہے۔ الحمد للہ۔ اب اللہ کے فضل سے یہ روحانی مائدہ ہمیں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ سے میسر ہے۔ الفضل میں بہت عمدہ مضامین پڑھنے کو ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب لکھنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور الفضل کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تو پیغامیوں کی تعداد ویسے بھی بہت تھوڑی رہ گئی ہے اور یہ جہاں جہاں تھے پچھلے دو تین سال میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی تعداد میں احمدی ہوئے ہیں، مبائع ہوئے ہیں۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں حضرت صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ حضرت اُس وقت ایک جگہ کھڑے تھے۔ ایک صحابی حضرت صاحب کے پاس کھڑا تھا۔ اُس نے مجھ کو دیکھ کر حضرت صاحب کو کہا کہ یہ مولوی عبداللہ کھیوے والا ہے۔ اس کے ساتھ بڑے مقابلے ہوئے ہیں۔ یعنی تبلیغی مقابلے بحثیں وغیرہ۔ لیکن ہر میدان میں اس کو اللہ تعالیٰ غلبہ دیتا رہا ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا: ہاں حق کو ہمیشہ غلبہ ہی ہوتا ہے۔ یہ کلماتِ مبارک اس برکت والے منہ سے سن کر میری تسلی ہوئی اور بڑی خوشی ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اس منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے۔ مجھے امید ہو گئی کہ مَیں حق پر رہوں گا اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے غلبہ ہی دے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت سے اب تک کسی مقابلے میں مجھے شکست نہیں ہونے دی، غلبہ ہی بخشا ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 221-222 روایت حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ)

(خطبہ جمعہ 16/ مارچ 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کلمات زبان پر بہت آسان اور خفیف ہیں لیکن میزان یعنی ترازو میں بہت وزنی اور بھاری ہیں۔ وہ دو کلمات یہ ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

پس ان کلمات کا کثرت سے ورد کریں۔

مرسلہ: محمد عمر تیماپوری۔ انڈیا

30اگست2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	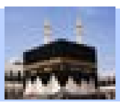	04:45	18:39
مدینہ منورہ	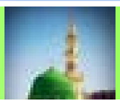	04:42	18:42
قادیان	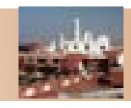	04:38	18:55
ربوہ		04:18	18:35
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:44	19:53